سورة المومنون

آیات ٥١ - ٦٨

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ
غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا
يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵۸﴾ وَ
الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾
اُولٰٓىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ
بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ
كَانَتْ اٰيٰتِیْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۙ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ
يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۫﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۫﴿۶۹﴾ اَمْ
يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

مكية | آيات 118

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾

رسول کی دعوت کے ذریعے انسانی افکار و کردار کی اصلاح، تاکہ ایمان و عملِ صالح کے ذریعے انسان حقیقی فلاح تک پہنچ سکے

صفاتِ مومنین دلائلِ توحید

- آیات 1 تا 11: جنت کے وارث مومنین کی صفات
- آیات 12 تا 16: خلقتِ انسان - اللہ کی قدرت کی نشانیاں - بعث بعد الموت
- آیات 17 تا 22: اللہ کی قدرت کی حیرت انگیز تخلیق، اپنے بندوں پر اس کی کثیر نعمتیں

دعوتِ انبیاء علیہ السلام

- آیات 23 تا 30: قومِ نوحؑ کا قصہ توحید - غایتِ انبیاء
- آیات 31 تا 44: ہودؑ کی بعثت — ہلاکت اقوام میں اللہ کی سنت
- آیات 45 تا 50: قصہ موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام
- آیات 51 تا 52: رسولوں کے لیے ہدایات - وحدت عقائد
- آیات 53 تا 56: رسولوں کے بعد امتوں کا اختلاف

توحید، تقویٰ اور انجامِ آخرت

- آیات 57 تا 61: اہلِ تقویٰ کی نمایاں صفات
- آیات 62 تا 77: کفار کی صفات، ان کے اعمال اور انجام
- آیات 78 تا 80: اللہ کی نعمتیں اور اس کی عبادت کی یاد دہانی
- آیات 81 تا 92: بعث بعد الموت کا انکار اور توحید کے دلائل

انذارِ آخرت اور دعوتِ توحید

- آیات 93 تا 98: نبی کریم ﷺ کے لیے الٰہی ہدایات
- آیات 99 تا 114: موت کے وقت گناہ گاروں کی ندامت اور قیامت کے مناظر
- آیات 115 تا 118: انسانی زندگی کا مقصد اور اللہ کی عظمت و توحید کا بیان

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ - اے رسولو !

يَا : حرفِ ندا (اے)

اَيُّهَا: جب منادی (جیسے یہاں الرُّسُلُ) میں، ال داخل ہو تو مذکر کیلئے يَا کے ساتھ، اَيُّهَا لگاتے ہیں

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ - تم کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے

اَكَلَ يَاْكُلُ ، اَكْلًا : کھانا

وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا - اور عمل کرو نیک

اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ - بلاشبہ میں (اس) کو جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہوں

وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ - اور بیشک یہ تمہاری اُمت

اُمَّةً وَّاحِدَةً - ایک ہی امت ہے

وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ - اور میں تمہارا رب ہوں سو مجھ سے ڈرو

فَاتَّقُوْن: اصل میں، فَاتَّقُوْنِی تھا، یا متکلم گرگیا

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ - پھر انھوں نے جدا جدا کرلیا اپنے معاملے کو

تَقَطَّعَ يَتَقَطَّعُ ، تَقَطُّعٌ : جدا جدا کرنا (۷)

بَيْنَهُمْ زُبُرًا - اپنے درمیان (آپس میں) ٹکڑے ٹکڑے کرکے

واحد: زَبُوْرٌ ، جمع: زُبُر - پارہ پارہ، دستاویزیں (ٹکڑوں کی صورت میں)

ز ب ر کے مادے میں لکھنا/ تحریر کرنا کسی چیز کو مضبوط کرنا/ جوڑنا، ڈانٹنا یا روکنا

كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَۙ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

كُلُّ حِزْبٍۭ - ہر ایک گروہ — حِزْب : گروہ، جماعت

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ - اس پر جو انکے پاس ہے خوش ہیں — لَدَیْ: پاس — فَرِحٌ کی جمع فَرِحُون (خوش، اترانے والے

فَذَرْهُمْ - سو آپ چھوڑ دیں انہیں — وَذَرَ يَذَرُ ، وَذْرًا : چھوڑنا ترک کرنا، نظرانداز کرنا

فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ - ان کی غفلت میں ایک وقت تک — غَمْرَة : وہ کثیر پانی جس کی تہ نظر نہ آئے تشبیہاً مراد جہالت، چھا جانے والی غفلت

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا - کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ — حَسِبَ يَحْسَبُ ، حِسْبَانًا : گمان کرنا، خیال کرنا، سوچنا

نُمِدُّهُمْ بِهٖ - بیشک جو ہم مدد کر رہے ہیں ان کی اس کے ساتھ — اَمَدَّ يُمِدُّ ، اِمْدَادٌ : مدد کرنا (VI) — اردو میں: مدد، امداد، مدت، مد و جزر، مد

مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ - مال اور اولاد سے — بَنِيْنَ : اِبْنٌ کی جمع - بیٹے

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ - ہم جلدی کر رہے ہیں ان کو بھلائیاں دینے میں — سَارَعَ يُسَارِعُ ، مُسَارَعَةٌ جلدی کرنا — اردو میں: سرعت، سریع، اسراع

بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ - (ایسا بالکل نہیں) بلکہ وہ شعور نہیں رکھتے

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا
يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اے پیغمبرو، کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح، تم جو کچھ بھی کرتے ہو، میں اس کو خوب جانتا ہوں۔ اور یہ تمھاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس مجھی سے ڈرو۔ مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا۔ ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔ اچھا، تو چھوڑو انھیں، ڈوبے رہیں اپنی غفلت میں ایک وقت خاص تک۔ اچھا، تو چھوڑو انھیں، ڈوبے رہیں اپنی غفلت میں ایک وقت خاص تک۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انھیں مال و اولاد سے مدد دیے جارہے ہیں تو گویا انھیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے کا انھیں شعور نہیں ہے

Messengers, eat what is wholesome and do good deeds: I am well aware of what you do. This community of yours is one community, and I am your Lord; so hold Me alone in fear. But people later cut up the religion into bits, each group rejoicing in what they have. So leave them immersed in their heedlessness till an appointed time. Do they fancy that Our continuing to give them wealth and children (means) that We are busy lavishing on them all kinds of good? Nay, they do perceive the reality of the matter.

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾

تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت: وحدتِ دین کی حقیقت:

- گزشتہ رکوعوں میں مختلف انبیائے کرام کا ذکر کرنے کے بعد سب کو " يٰٓاَيُّهَا الرُّسُل" کے ایک مشترک خطاب سے پکارا گیا تاکہ ایک بنیادی حقیقت واضح ہو۔ حضرت نوحؑ سے لے کر بعد کی اقوام تک، مختلف زمانوں میں آنے والے رسولوں کا سلسلہ بیان کیا گیا۔ پھر اُن عظیم رسولوں کا ذکر ہوا جن کی امتوں نے طویل عرصہ دینی قیادت کی مگر بعد میں زوال کا شکار ہوئیں۔اسی طرح آخری نبی ﷺ سے پہلے کے نبی کا ذکر کر کے اُن معاصر طاقتور قوموں کی طرف اشارہ کیا گیا جو اسلام کی مخالف تھیں
- وحدتِ دین اور امتوں کا تفرقہ: ان آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ تمام انبیائے کرام کی دعوت ایک ہی تھی: توحید، اللہ کی بندگی اور تقویٰ۔ زمانہ اور شریعتوں کے بعض ظاہری اختلاف کے باوجود اصل دین ایک ہی رہا، اور سب کا رب بھی ایک ہی ہے۔اس لحاظ سے تمام انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی بنیاد ایک مشترک امت پر قائم تھی، جس کا مقصد انسانوں کو ایک خدا کی بندگی میں جوڑنا تھا
- یہی مشترک بنیاد انسانیت کی اصل شناخت ہے، جس میں تفریق کی کوئی گنجائش نہیں۔انبیاء کا اصل مشن یہی تھا کہ انسان فکری اور عملی طور پر ایک مرکز یعنی اللہ (توحید) کے گرد جمع رہیں۔
- لیکن عملی طور پر امتوں نے اس وحدت کو برقرار نہ رکھا، بلکہ باہمی ضد، تعصب اور تنگ نظری کے باعث دین کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر گروہ اپنے محدود اور بعض اوقات منحرف فہم پر مطمئن ہو کر اسی میں مگن ہو گیا۔ یہ رویہ اس بات کی علامت ہے کہ اصل دین سے زیادہ اپنی گروہی شناخت کو اہمیت دی گئی۔ اس صورتِ حال کو بیان کر کے نبی ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ہدایت کا اصل پیغام واضح ہو چکا، اب جو لوگ اپنی ہی کھوئی ہوئی حقیقت کو قبول نہ کریں، ان کے انکار پر حد سے زیادہ رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں

فَذَرۡهُمۡ فِیۡ غَمۡرَتِهِمۡ حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۵۴﴾ اَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمۡ بِهٖ مِنۡ مَّالٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿ۙ۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمۡ فِی الۡخَیۡرٰتِ ؕ بَلۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾

- آیتِ کریمہ (54) کے الفاظ اپنے اندر بڑی معنوی گہرائی رکھتے ہیں۔ یہ آیت نبی ﷺ کو تسلی دیتی ہے کہ جو لوگ مسلسل غفلت اور سرکشی میں ڈٹے ہوئے ہیں، انہیں ایک مقررہ وقت تک ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے
- یہ اس بات کا اظہار ہے کہ دعوت کے تمام تقاضے پورے کیے جا چکے ہیں، لیکن ہدایت کا فیصلہ آخرکار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قریش کی اکثریت نے واضح دلائل کے باوجود حق کو قبول نہیں کیا اور ضد پر قائم رہی۔ لہٰذا نبی ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ ان کے انکار پر حد سے زیادہ رنجیدہ نہ ہوں۔ ہر قوم کو ایک مہلت دی جاتی ہے، جس کے بعد وہ اپنے اعمال کے انجام سے دوچار ہوتی ہے۔ آخرکار یہ لوگ بھی اپنی غفلت اور سرمستی کے نتائج کو خود دیکھ لیں گے۔
- مال و اولاد کا فریب - حقیقتِ آزمائش: ان آیات میں ایک بڑی غلط فہمی کی نشاندہی کی گئی ہے کہ مال و دولت اور اولاد کی کثرت کو اللہ کی رضا اور کامیابی کی علامت سمجھ لیا جاتا ہے۔ آسودہ حال لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیاوی خوشحالی ان کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، جبکہ اہلِ ایمان کی تنگی و عُسر کو وہ گمراہی کی علامت سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر قبائلی معاشرے میں اولاد کی کثرت طاقت، اثر و رسوخ اور معاشی برتری کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے وہ اپنے حالات کو حق پر ہونے کا ثبوت اور دوسروں کی محرومی کو ان کی ناکامی سمجھ بیٹھتے ہیں۔
- قرآن کریم اس سوچ کی تردید کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ مال اور اولاد درحقیقت اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں، نہ کہ قربِ الٰہی کا معیار۔ بسا اوقات یہی فراوانی ڈھیل بن جاتی ہے، جس میں انسان دھوکے میں مبتلا ہو کر مزید غفلت میں ڈوب جاتا ہے۔ اصل کامیابی ایمان، تقویٰ اور اطاعت میں ہے، نہ کہ ظاہری وسائل کی کثرت میں۔ لیکن چونکہ یہ لوگ حقیقت کو نہیں سمجھتے، اس لیے جو چیز ان کے لیے آزمائش اور ممکنہ ہلاکت کا سبب ہے، اسی کو وہ اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ - بیشک وہ (لوگ) جو

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ - اپنے رب کے خوف سے

خَشْيَة ڈر، خوف، ہیبت (ایسا ڈر جو کسی کی عظمت کی وجہ سے ہو)

مُّشْفِقُوْنَ - ڈرنے والے ہیں۔

اِشْفَاقٌ : سے اسم فاعل (ڈرنے والے)

اَشْفَقَ : ایسا ڈر جس میں محبت، نرمی اور فکر شامل ہو

اردو میں:

وَ الَّذِيْنَ هُمْ - اور وہ لوگ جو

یہاں ڈرنے کے لیے 3 الفاظ تفصیل آگے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ - اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں

وَ الَّذِيْنَ هُمْ - اور وہ جو

بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ - اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے۔

(أ ت ي)

وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا - اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دے سکیں

آتَى يُؤْتِيْ ، اِيْتَآءٌ: دینا (IV)

اٰتَوْا : فعل ماضی ہے

وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ - اس حال میں کہ انکے دل ڈرنے والے ہوتے ہیں

وَجِلَ يَوْجَلُ ، وَجَلٌ: ڈرنا، گھبرا جانا، دل کا لرزنا

وَجِلَةٌ: ڈرنے والی (دل کی کیفیت)

وَجِلَ : اپنی کوتاہی کی وجہ سے کسی سے ڈرنا

اَنَّهُمۡ اِلٰى رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ ۝٦٠ اُولٰٓـئِكَ يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَهُمۡ لَهَا سٰبِقُوۡنَ ۝٦١ وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ يَّنۡطِقُ بِالۡحَـقِّ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ۝٦٢

اَنَّهُمۡ اِلٰى رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ - (اس بات سے) کہ بلا شبہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں

اُولٰٓـئِكَ يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ - یہی لوگ ہیں (کہ) وہ جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں

سَارَعَ يُسَارِعُ ، مُسَارَعَةٌ
جلدی کرنا

وَهُمۡ لَهَا سٰبِقُوۡنَ - اور وہ ان کے لیے سبقت کرنے والے ہیں

سٰبِقُوۡنَ : سبقت کرنے والے

وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا - اور نہیں ہم تکلیف دیتے کسی نفس کو

كَلَّفَ يُكَلِّفُ ، تَكْلِيْفًا : بوجھ ڈالنا، تکلیف دینا (II)

اِلَّا وُسۡعَهَا - مگر اس کی وسعت کے مطابق

وُسْعَ : وسعت، طاقت، گنجائش

وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ - اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے

لَدَیْ : پاس (ظرفِ مکان -Adverb of place)

يَّنۡطِقُ بِالۡحَـقِّ - (جو) وہ بولتی ہے حق کے ساتھ

نَطَقَ يَنْطِقُ ، نُطْقًا : بولنا، منہ سے آواز نکالنا

اردو میں: نطق (بولنا) ـ ناطق، منطق، ناطقہ (بند کرنا)

وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ - اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ
أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾

بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے اور سبقت کرکے انھیں پالینے والے تو در حقیقت وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں، جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں، جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے اور سبقت کرکے انھیں پالینے والے ہیں۔ ہم کسی شخص کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے، جو (ہر ایک کا حال) ٹھیک بتادینے والی ہے، اور لوگوں پر ظلم بہر حال نہیں کیا جائے گا۔

Surely those who stand in awe for fear of their Lord, who have full faith in the signs of their Lord, who associate none with their Lord in His Divinity. who give, whatever they give in charity, with their heart trembling at the thought that they are destined to return to their Lord: it is these who hasten to do good works and vie in it with one another. We do not lay a burden on anyone beyond his capacity. We have a Book with Us that speaks the truth (about everyone); and they shall in no wise be wronged.

محمد اقبال

اِنَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مِّنۡ خَشۡیَۃِ رَبِّہِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿ۙ۵۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿ۙ۵۸﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ بِرَبِّہِمۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿ۙ۵۹﴾

آیات 57-62 (اہلِ ایمان کی صفات اور حقیقی کامیابی کا معیار)

- سورہ کی ابتدائی آیات پر دوبارہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جن اہلِ ایمان کو ابتدا میں فلاح و کامیابی کی بشارت دی گئی تھی، انہی کا ذکر یہاں نئے انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہی لوگ اپنی صفات کی بنا پر حقیقی کامیابی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور بالآخر اپنی منزل کو پا کر رہیں گے۔
- یہاں ان کی چند نمایاں صفات بیان کی گئی ہیں، جو دراصل ان سچے مومنین کی تصویر پیش کرتی ہیں۔ وہ لوگ دنیا کی کششوں سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار تھے۔
- **اہل ایمان کی پہلی نمایاں صفت** یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی خشیت سے ہمیشہ لرزاں رہتے ہیں، یعنی وہ بے فکری اور بے خوفی کی زندگی نہیں گزارتے بلکہ ہر عمل میں اللہ کی پکڑ کو سامنے رکھتے ہیں۔ یہ خوف انہیں برائیوں سے روکتا اور نیکی کی طرف مائل رکھتا ہے، کیونکہ ان کے دل میں اللہ کی عظمت اور ہیبت رچی بسی ہوتی ہے۔ یہی کیفیت ان کی شخصیت کو سنجیدہ، متوازن اور حقیقت شناس بنا دیتی ہے، جس کے باعث وہ حق کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ کے سوا ہر چیز کی حیثیت کم ہو جاتی ہے، اور وہ اپنے اعمال کو بھی ناکافی سمجھتے ہیں۔ یہی خشیت ان کی نمازوں میں خشوع کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ سورت کے آغاز میں بیان ہوا۔ (آیت 57)
- **اہلِ ایمان کی دوسری صفت** یہ ہے کہ وہ اللہ کی آیات کو تکبر سے رد نہیں کرتے بلکہ پوری عاجزی سے قبول کرتے ہیں اور انہیں اپنی زندگی کا مرکز بنا لیتے ہیں۔ وہ ہر حکم کی اطاعت کو اپنا سرمایہ سمجھتے ہیں اور ہر حال میں "آمَنّا وَصَدَّقنا" کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں کائنات کی ہر نشانی ان کے ایمان کو مزید مضبوط کرتی اور انہیں اللہ کے قریب تر لے جاتی ہے (58)

وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ بِرَبِّهِمۡ لَا یُشۡرِكُوۡنَ ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّ قُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰی رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَ هُمۡ لَهَا سٰبِقُوۡنَ ﴿۶۱﴾

- **تیسری صفت یہ** ہے کہ زندگی کے سفر میں وہ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے۔ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے کسی سے امیدیں نہیں باندھتے اور کسی سے خوف نہیں کھاتے۔ وہ اللہ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے۔ ان کے دلوں میں اللہ کے سوا کسی اور کو جگہ نہیں ملتی۔ زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کے سوا کسی اور حوالے کو قبول نہیں کرتے۔ (آیت 59)
- **چوتھی صفت** یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ خالصتاً اس کی رضا کے لیے کرتے ہیں، نہ کہ نمائش یا فخر کے لیے۔ زیادہ خرچ کرنے کے باوجود ان کے دل میں یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں ان کے عمل میں ریا یا دکھاوا شامل نہ ہو جائے۔ وہ صرف انفاق ہی نہیں بلکہ نیت کی پاکیزگی اور اخلاص کو بھی بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے ہر عمل کو اللہ کے حضور جواب دہی کے احساس کے ساتھ انجام دیتے ہیں (آیت 60)
- ان آیات سے پہلے یہ واضح کیا گیا تھا کہ مال و اولاد کی کثرت کو خیر اور کامیابی سمجھ لینا ایک بڑی غلط فہمی ہے، حالانکہ یہ دراصل آزمائش ہوتی ہے۔
- حقیقی بھلائی کا تعلق ظاہری وسائل سے نہیں بلکہ دل و دماغ کی اصلاح اور فکری تبدیلی سے ہے۔ دنیا پرست لوگ معمولی نقصان پر بھی بے چین ہو جاتے ہیں اور اپنی کامیابی کے لیے دوسروں کا حق مارنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔
- ان کے برعکس اہلِ ایمان اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کی بھلائی کو مقدم رکھتے ہیں۔ وہ ہر عمل سے پہلے اللہ کے حضور جواب دہی کا احساس رکھتے ہیں اور اسی کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔ وہ دنیاوی عظمتوں کے فریب میں نہیں آتے بلکہ اصل معیار کو پہچانتے ہیں۔ ان کا انفاق بھی خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے، نہ کہ ذاتی مفاد کے لیے۔ اسی فکری و عملی تبدیلی کے نتیجے میں حقیقی خیر فروغ پاتی ہے، جو اصل کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ يَّنۡطِقُ بِالۡحَـقِّ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ۝٦٢

- **تکلیف بقدرِ استطاعت - انسانی ذمہ داری کی حقیقت** : اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلّف نہیں کرتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان، تقویٰ اور نیکی کا راستہ کوئی فوق البشر چیز نہیں، بلکہ عام انسانوں کے لیے قابلِ عمل ہے۔ اہلِ ایمان کی صفات بیان کرنے کے بعد یہ بتانا کہ یہ سب انسانی مقدرت کے اندر ہے، دراصل منکرین کے عذر کو ختم کرتا ہے

اب فیصلہ صرف انتخاب کا ہے: انسان نیکی کا راستہ اختیار کرے یا برائی کا، دونوں کی صلاحیت اس کے اندر موجود ہے۔

- **اہلِ ایمان کے لیے تسکین اور حوصلہ افزائی**: یہ آیت کمزور طبیعتوں کے لیے تسلی کا پیغام بھی ہے، خاص طور پر اس ماحول میں جہاں مخالفت اور اذیت بڑھ رہی ہو۔ مومن کو یقین دلایا گیا ہے کہ جو آزمائشیں پیش آ رہی ہیں وہ اس کی ہمت سے باہر نہیں

اللہ بندوں کی صلاحیتوں اور حدود کو خوب جانتا ہے، اس لیے وہ ان پر ایسا بوجھ نہیں ڈالتا جو وہ اٹھا نہ سکیں۔ یہ پیغام اہلِ ایمان کو صبر، استقامت اور اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا ہے۔

- **نامۂ اعمال اور عدلِ الٰہی**: آیت کے دوسرے حصے میں بتایا گیا ہے کہ ہر انسان کے اعمال ایک "کتاب" میں محفوظ ہو رہے ہیں۔ یہ نامۂ اعمال انسان کے ہر قول و فعل بلکہ نیتوں تک کا مکمل ریکارڈ رکھتا ہے۔ قیامت کے دن یہی کتاب کھول دی جائے گی اور اس کی ہر سطر گواہی دے گی، جیسا کہ سورۃ کہف (49) میں بیان ہوا ہے۔ اس دن کسی پر ظلم نہیں ہوگا؛ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق پورا بدلہ دیا جائے گا، اور یہی کاملِ عدلِ الٰہی کا تقاضا ہے۔

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ یَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْیَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ - بلکہ ان کے دل غفلت میں ہیں

غَمْرَة : جہالت، چھا جانے والی غفلت

مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ - اس (قرآن) سے، اور انکے لیے کئ (بُرے) اعمال ہیں

مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ - اس کے علاوہ

دُوْن : سوا، علاوہ

هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ - وہ ان (اعمال) کو کرنے والے ہیں

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا - یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے

اَخَذَ يَأْخُذُ ، اَخْذًا : پکڑنا

مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ - ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب کے ساتھ

مُتْرَفِيْنَ : دولتمند، خوشحال لوگ، آسودہ حال

(ج أ ر)

اِذَا هُمْ یَجْـَٔرُوْنَ - (تو) اس وقت وہ چیخ و پکار کریں گے

جَأَرَ يَجْأَرُ ، جُؤَار / جَأْرٌ: چیخ وپکار / فریاد کرنا (مصیبت / گھبراہٹ میں)

مادہ ج و ر ہو تو جَارَ يَجُورُ ، جِوَارٌ: پناہ دینا، ہمسائیگی، حفاظت میں لینا

لَا تَجْـَٔرُوا الْیَوْمَ - (کہا جائے گا) آج مت چیخو چلاؤ

اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ - بیشک تم ہماری طرف سے مدد نہیں کیے جاؤ گے۔

قَدۡ كَانَتۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ تَنۡكِصُوۡنَۙ ﴿۶۶﴾ مُسۡتَكۡبِرِيۡنَ ‌ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهۡجُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمۡ يَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ اَمۡ جَآءَهُمۡ مَّا لَمۡ يَاۡتِ اٰبَآءَهُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۶۸﴾

قَدۡ كَانَتۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى - یقیناً (دنیا میں) میری آیتیں پڑھی جاتیں تھیں

تَلَا يَتْلُوْ ، تِلَاوَةٌ : پڑھنا، تلاوت کرنا

عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ - تم پر، تو تھے تم

كَانَ يَكُوْنُ ، كَوْنًا : ہونا

عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ تَنۡكِصُوۡنَ - اپنی ایڑیوں پر پھر جایا کرتے

اَعْقَاب (عَقَب کی جمع) : ایڑھیاں

نَكَصَ يَنْكِصُ ، نَكْصًا
باز رہنا، الٹا پھر جانا

مُسۡتَكۡبِرِيۡنَ بِهٖ - تکبر کرتے ہوئے اس (قرآن) کے بارے میں

سَمَرَ يَسْمُرُ ، سَمْرٌ : رات کو بیٹھ کر باتیں کرنا

سٰمِرًا تَهۡجُرُوۡنَ - افسانہ گوئی کرتے ہوئے تم بے ہودہ گوئی کرتے تھے

سٰمِر : اسم فاعل (مجلس کرنے والا)

هَجَرَ يَهْجُرُ ، هَجْرًا : بے ہودہ گفتگو کرنا

اَفَلَمۡ يَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ - تو کیا نہیں انھوں نے غور کیا بات (قرآن) میں

تَدَبَّرَ يَتَدَبَّرُ ، تَدَبُّرٌ : تدبر کرنا، غور کرنا

اَمۡ جَآءَهُمۡ - یا آئی ہے ان کے پاس (وہ چیز)

جَآءَ يَجِيْءُ ، مَجِيْءٌ : آنا (جب آنے کا عمل واقع ہو چکا ہو)

مَّا لَمۡ يَاۡتِ - جو نہیں آئی

أَتَى يَأْتِي ، إِتْيَانٌ : عام طور پر آنا، پہنچنا، کسی دوسرے کام کے نتیجے میں آنا

اٰبَآءَهُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ - ان کے پہلے باپ دادا کے پاس

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝٦٣ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝٦٤ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۣ اِنَّكُمْ
مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝٦٥ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝٦٦ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝٦٧ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ
يَأْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٦٨

مگر یہ لوگ اس معاملے سے بے خبر ہیں۔ اور ان کے اعمال بھی اس طریقے سے (جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے) مختلف ہیں۔ وہ اپنے یہ کرتوت کیے چلے جائیں گے، یہاں تک کہ جب ہم ان کے عیاشوں کو عذاب میں پکڑ لیں گے تو پھر وہ ڈکرانا شروع کردیں، اب بند کرو اپنی فریاد و فغاں، ہماری طرف سے اب کوئی مدد تمہیں نہیں ملنی۔ میری آیات سنائی جاتی تھیں تو تم (رسول کی آواز سنتے ہی) الٹے پاؤں بھاگ نکلتے تھے، اپنے گھمنڈ میں اس کو خاطر ہی میں نہ لاتے تھے، اپنی چوپالوں میں اس پر باتیں چھانٹتے اور بکواس کیا کرتے تھے، تو کیا ان لوگوں نے کبھی اس کلام پر غور نہیں کیا؟ یا وہ کوئی ایسی بات لایا ہے جو کبھی ان کے اسلاف کے پاس نہ آئی تھی؟

Nay, their hearts are ignorant of all this; and their deeds too vary from the way (mentioned above). They will persist in these deeds until We seize with Our chastisement those of them who are given to luxuriant ways. They will then begin to groan. 'Put a stop to your groaning now! Surely no help shall be provided to you from Us. My Signs were rehearsed to you and you turned back on your heels and took to flight; behaving arrogantly, making fun, and talking nonsense (about the Book in your nightly chats). Did they never ponder over this Word (of God)? Or has he (the Messenger) brought something the like of which did not come to their forefathers of yore?

محمد اقبال

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

مترفین کی گمراہی کا اصل سبب

- اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ مادہ پرست اور آسودہ حال لوگوں کی اصل خرابی یہ ہے کہ ان کے دل حقیقت سے غافل ہیں، خاص طور پر آخرت اور جواب دہی کے تصور سے۔ اسی غفلت کی وجہ سے وہ اپنی دولت اور آسائش کو حق پر ہونے کی دلیل سمجھ بیٹھتے ہیں اور کسی اصلاحی بات کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔
- اس فکری گمراہی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے اعمال بھی اسی کے مطابق ہو جاتے ہیں- وہ صرف خواہشات، لذت اور طاقت کے حصول کو ترجیح دیتے ہیں۔ قربانی، ایثار اور اعلیٰ اخلاقی اقدار ان کے نزدیک بے معنی ہو جاتے ہیں، اور یوں وہ مسلسل انہی گمراہ کن راستوں پر چلتے رہتے ہیں
- مترفین کا انجام اور عذاب کی حتمیت: ان آیات (64-65) میں بتایا گیا ہے کہ جب مترفین نصیحت کے تمام مواقع ضائع کر دیتے ہیں اور تکبر و سرکشی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں، تو آخرکار اللہ کی گرفت آتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو معاشرے کی خرابیوں کے اصل ذمہ دار بن جاتے ہیں اور اپنی طاقت و دولت کے بل پر حق کو رد کرتے رہتے ہیں۔
- جب عذاب آتا ہے تو یہی لوگ چیخ و پکار کرتے ہیں، مگر اس وقت کوئی فریاد سننے والا نہیں ہوتا۔ انہیں صاف کہہ دیا جاتا ہے کہ آج مدد کی کوئی صورت نہیں، کیونکہ انہوں نے حق کو جان بوجھ کر ٹھکرایا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مہلت کے بعد جب اللہ کا فیصلہ آ جائے تو پھر نہ توبہ فائدہ دیتی ہے اور نہ کوئی فریاد۔

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝٦٦ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝٦٧ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٦٨

- **تکبر کے باعث حق سے اعراض:** آیات (66-67) میں بتایا گیا ہے کہ جب اللہ کی آیات لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو وہ ہدایت قبول کرنے کے بجائے تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیر لیتے تھے۔
- وہ رسول ﷺ کی مخلصانہ نصیحت کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے اسے معمولی اور بے وقعت سمجھتے تھے۔ اپنی محفلوں میں بیٹھ کر قرآن کو قصے کہانیوں کی طرح لیتے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ یہ رویہ دراصل ان کے غرور اور حق سے اعراض کی علامت تھا
- اسی لیے جب عذاب آئے گا تو ان کی فریاد بے سود ہوگی، کیونکہ انہوں نے ہدایت کے موقع کو خود ٹھکرا دیا تھا۔ یہ آیات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ تکبر انسان کو حق سے محروم کر دیتا ہے اور انجام کو ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔
- **مشرکین مکہ کی مخالفت کے نام نہاد اسباب:** آیت 68 میں مشرکینِ مکہ کے انکار کی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ آیا انہوں نے قرآن پر غور ہی نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن نہ تو کوئی پیچیدہ کلام ہے اور نہ ہی ان کی زبان سے مختلف، بلکہ وہی فصیح و بلیغ عربی میں نازل ہوا جسے وہ بخوبی سمجھتے تھے۔
- قرآن کی تعلیم، اس کا اسلوب اور اس کا اثر اس قدر واضح تھا کہ اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ انہوں نے سمجھا نہیں یا غور نہیں کیا، محض ایک بہانہ ہے۔
- دوسرا عذر یہ پیش کیا جاتا تھا کہ یہ دعوت کوئی نئی اور اجنبی چیز ہے۔ قرآن اس کی بھی تردید کرتا ہے کہ نبوت اور وحی کا سلسلہ کوئی نیا نہیں بلکہ ان کے اپنے آباء میں بھی انبیاء گزر چکے ہیں۔
- مشرکینِ مکہ دیگر اقوام کے انبیاء اور ان کی تاریخ سے بھی واقف تھے۔ اس لیے اصل مسئلہ نہ لاعلمی تھا اور نہ اجنبیت، بلکہ ضد، تکبر اور حق کو جان بوجھ کر رد کرنا تھا۔ یوں یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انکار کی بنیاد دلیل نہیں بلکہ ہٹ دھرمی اور تعصب تھا

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۵۱ - ۶۸

- سورۃ المومنون کی یہ آیات پیچھے سے چلتا آیا واضح فکری تسلسل پیش کرتی ہیں۔ ان آیات میں وحدتِ دین، امتوں کا انحراف، حقیقی مومنین کی صفات، اور منکرین کا انجام سامنے لایا گیا ہے
- وحدتِ دین اور تقویٰ: یہ آیات 51-52 کا عنوان ہے
  - ✓ تمام رسولوں کو ایک ہی ہدایت دی گئی: پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو
  - ✓ سب کا دین ایک ہے اور رب بھی ایک - اسی لیے تقویٰ اختیار کرو
  - ✓ یہ اس بات کی بنیاد ہے کہ دین میں اصل وحدت ہے، اختلاف انسانوں کا پیدا کردہ ہے۔
- امتوں کا تفرقہ اور غلط فہمی: یہ آیات 53-56 کا عنوان ہے
  - ✓ لوگوں نے دین کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور ہر گروہ اپنے نظریے پر خوش ہے۔
  - ✓ منکرین کو مہلت دی جا رہی ہے کہ وہ اپنی غفلت میں رہیں۔
  - ✓ وہ مال و اولاد کو اللہ کی رضا کی علامت سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ محض آزمائش ہے
- اہلِ ایمان کی صفات اور کامیابی: یہ آیات 57–61 کا عنوان ہے
  - ✓ ان آیات میں مومنین کی صفات (اللہ کی خشیت، اللہ کی آیات پر ایمان، شرک سے اجتناب، اخلاص کے ساتھ عمل اور جواب دہی کا خوف) کا ذکر - یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں اور حقیقی کامیابی کے مستحق ہیں۔

آیات ۵۱ - ۷۰

- **عدلِ الٰہی اور غفلت کا سبب**: یہ آیات 62-63 کا عنوان ہے
  - ✓ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا
  - ✓ ہر عمل کا ریکارڈ محفوظ ہے اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا
  - ✓ مگر منکرین کے دل غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور وہ اسی روش پر چلتے رہتے ہیں۔
- **مترفین کا انجام**: یہ آیات 64-67 کا عنوان ہے
  - ✓ جب عذاب آتا ہے تو خوشحال لوگ چیخ و پکار کرتے ہیں، مگر کوئی مدد نہیں ملتی
  - ✓ انہیں یاد دلایا جاتا ہے کہ آیات سن کر وہ تکبر سے منہ موڑ لیتے تھے
  - ✓ وہ قرآن کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے مذاق اور افسانہ سمجھتے تھے۔
- **انکار کی اصل وجہ**: یہ آیات 68-70 کا عنوان ہے
  - ✓ کیا انہوں نے قرآن پر غور نہیں کیا؟ یا یہ کوئی نئی بات ہے؟ - دونوں باتیں غلط ہیں
  - ✓ رسول ﷺ ان کے لیے اجنبی نہیں تھے، پھر بھی وہ انکار کرتے ہیں
  - ✓ وہ قرآن کو جنون کہتے ہیں، حالانکہ وہ حق لے کر آیا ہے
  - ✓ اصل حقیقت: وہ حق کو ناپسند کرتے ہیں، اسی لیے اسے رد کرتے ہیں۔

ڈرنے کے مفہوم میں قرآنِ کریم میں استعمال ہونے والے (12) الفاظ

- قرآنِ کریم میں ڈرنے کے مفہوم کے لیے یہ 12 مختلف الفاظ آئے ہیں :

خَافَ ، خَشْیَ ، خَشَعَ ، اِتَّقٰی ، حَذَرَ ، رَاعِ ، اَوْجَسَ ، وَجَفَ ، وَجِلَ ، رَھَبَ ، رَعَبَ ، اَشْفَقَ

1. خَافَ: قرائن و شواہد سے کسی آنے والے خطرے کا اندیشہ کرنا (معجم) اور خوف کی ضد امن ہے۔ یعنی خاف کا تعلق بالعموم مستقبل سے ہوتا ہے۔ قَالُوا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ (ھود: ۷۰) فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا) آپ خوف نہ کیجیے ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

2. خَشْیَ: ایسا خوف جو کسی امر کی عظمت کی وجہ سے دل پر طاری ہو جائے (مفردات)۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل: ۳۱) اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔

3. خَشَعَ: ایسے ڈر کو کہتے ہیں جس کے اثرات دل کے علاوہ اعضاء و جوارح پر بھی نمایاں ہونے لگیں (دل کا نرم ہو جانا) (مفردات)۔ اسی لیے یہ لفظ جوارح کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ (الغاشیہ: ۲) کئی منہ اس دن ڈر کے مارے جھکے ہوں گے۔ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ (طٰہٰ: ۱۰۸) اور آوازیں (ڈر کے مارے) دب جائیں گی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (الحدید: ۱۶) کیا ابھی مومنوں کے لیے ایسا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد پر اُن کے دل ڈر جائیں۔

ڈرنے کے مفہوم میں قرآنِ کریم میں استعمال ہونے والے (12) الفاظ

4. **اِتَّقٰی:** تقوٰی بمعنی اپنے اعمال کے انجام سے ڈرنا۔ گناہوں کو چھوڑنے پر اور نیکی کے کام کرنے پر طبیعت کا مائل ہونا (مفردات)۔ اللہ کے خوف سے اس کے اوامر و نواہی کا خیال رکھنا ہے (منجد) - اِتَّقٰی اپنے گناہوں کے انجام ڈر کر ان سے بچنے کی کوشش کرنا۔ کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ(البقرہ: ۱۸۷) اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں (ڈریں، بچیں)۔

5. **حَذَرَ:** کسی خوف زدہ کرنے والی چیز سے بچنا یا دور رہنا (مفردات)۔ کسی خطرہ سے ہوشیار رہنا، چوکنا رہنا، بچنا(منجد) حذر میں خطرہ کبھی یقینی ہوتا ہے کبھی ظنی۔ تاہم احتیاط سے اس خطرہ سے بچ سکتے ہیں جیسے بجلی کے ننگے تار۔ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ(البقرہ: ۱۹) وہ موت کے ڈر کے مارے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔

اور حِذْر بچاؤ کے سامان کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے "خُذُوْا حِذْرَكُمْ" (النساء: ۷۱) یعنی اپنے ہتھیار سنبھال لو۔ یا کسی بھی دوسرے ذریعے سے اپنی حفاظت اور بچاؤ کا خیال رکھو۔

6. **رَاعَ:** معنی گھبرا جانا اور بمعنی تعجب میں ڈالنا (منجد) الرَّوع سے مراد ایسی کیفیت ہے کہ انسان کسی واقعہ سے متعجب بھی ہو اور اسے کوئی موہوم خطرہ بھی نظر آ رہا ہو جس کی وجہ سے وہ گھبرا جائے۔ قرآنِ کریم میں آیا ہے فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ (ھود: ۷۴) پھر جب حضرت ابراہیمؑ کا ڈر جاتا رہا۔

7. **وَجَفَ:** بمعنی مضطرب ہونا، دل دھڑکنا۔ اور بمعنی خوف سے گرنا (منجد) وَجَفَ میں دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ بے قراری اور ڈر، اور انہی باتوں سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ قرآن میں ہے: قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ (النازعات: ۸) اس دن (لوگوں کے) دل خائف ہو رہے ہوں گے

ڈرنے کے مفہوم میں قرآنِ کریم میں استعمال ہونے والے (12) الفاظ

8. **اَوْجَسَ**: وَجَسٌ بمعنی پوشیدہ ہونا (کان کا) آہٹ محسوس کرنا، سنی ہوئی بات سے ڈر محسوس کرنا (منجد)۔ اَوْجَسَ بمعنی ڈر کو چھپانے کی کوشش کرنا۔ اور چہرہ پر ڈر کے آثار ظاہر نہ ہونے دینا۔ قرآن میں ہے: فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً (ھود: ۷۰) جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو ان کو اجنبی سمجھا اور ان سے اپنے ڈر کو چھپایا۔

9. **وَجِلَ**: بمعنی دل ہی دل میں ڈر محسوس کرنا (مفردات) اور بمعنی رونگٹے کھڑے ہونا، ڈر میں بڑھ جانا، بوڑھا ہونا (منجد) اور بمعنی کوتاہی کی وجہ سے کسی سے ڈرنا اور بے چین ہونا ارشادِ باری ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال: ۲) مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

10. **رَهَبَ**: رَهَبَ ایسے خوف کو کہتے ہیں جس میں اضطراب اور احتیاط بھی شامل ہو (رغبت کی ضد) اور راہب بمعنی خدا سے ڈرنے والے لوگ، گوشہ نشین اور عبادت گزار۔ اسی سے رہبانیت ہے یعنی لذاتِ دنیا کا چھوڑ دینا (منجد) اور ڈرتے رہنے (استمرار) کے معنی میں بھی۔ ارشادِ باری ہے: اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِي الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا (الانبیاء: ۹۰) وہ لوگ بھلائیوں کی طرف دوڑتے تھے اور وہ ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے۔

11. **رَعَبَ**: رُعْب بمعنی خوف کی شدت، دہشت۔ اور رَعَبَ بمعنی خوف سے بھر جانا (مفردات) کسی کے ڈر کی وجہ سے دبک جانا۔ قرآن میں ہے: لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (الکهف: ۱۸) اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے اور ان (کی اس صورتِ حال) سے دہشت سے بھر جائے۔

ڈرنے کے قرآنِ کریم میں استعمال ہونے والے الفاظ

12. اَشْفَقَ : شَفَقَ عَلٰی کسی کی بھلائی چاہنا۔ اور اَشْفَقَ بمعنی کسی کی خیر خواہی کے ساتھ ساتھ اس پر تکلیف آنے سے ڈرنا (مفردات) اور بمعنی اصلاح و بھلائی کی فکر میں ہونا۔ رحم کرنا۔ مہربان ہونا۔ اور اَشْفَقَ مِنْہ بمعنی ڈرنا۔ لالچ کرنا (منجد)
قرآن میں ہے: وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ (الکھف: ۴۹) اور اعمال نامہ (کھول کر) رکھا جائے گا تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس سے ڈر رہے ہوں گے

لفظ	خاص معنوی پہلو
خَافَ	کسی آنے والے خطرے کا عمومی اندیشہ (ضد: امن)۔
خَشِیَ	کسی کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے پیدا ہونے والا ڈر۔
خَشَعَ	وہ ڈر جس کے اثرات اعضاء اور آواز سے ظاہر ہوں۔
اِتَّقٰی	انجام کے ڈر سے گناہوں سے بچنا اور نیکی کی طرف مائل ہونا۔
حَذَر	کسی یقینی یا ظنی خطرے سے ہوشیار اور چوکنا رہنا۔
رَاعَ	وہ گھبراہٹ جو کسی تعجب خیز واقعے یا موہوم خطرے سے ہو۔
اَوجَس	وہ ڈر جو انسان محسوس کرے لیکن اسے چھپانے کی کوشش کرے۔
وَجَفَ	بے قراری اور خوف جس سے دل زور سے دھڑکنے لگے۔
وَجِلَ	دل کی وہ کیفیت جس میں ڈر کی وجہ سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔
رَھَبَ	ایسا خوف جس میں اضطراب کے ساتھ احتیاط بھی شامل ہو۔
رَعَبَ	خوف کی وہ شدت جو انسان کو دہشت زدہ کر دے۔
اَشْفَقَ	ایسا ڈر جس میں کسی کی خیر خواہی اور محبت کا پہلو شامل ہو۔

خلاصہ